من زار قبری وجبت له شفاعتی

شکر خدائے عز و جل کہ مطبع رسالہ درباب زیارت نبوی مشتمل بر تصحیح احادیث و ترجیح وجوب فقہی مسمی بہ

نقض القول المحکم فی الکلام المبرم

از تصانیف فاضل المعی و فطین لوذعی مولوی عبد الجبار الملکافوری

در مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل علینا النبی المختار واخرجنا بہ عن شفا حفرة النار اللھم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ الاخیار اما بعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر راجی رحمۃ ربہ الغفار محمد عبد الجبار بن امیر خان الملکا فوری عفا عنہ وتجاوز عن ذنبہ الباری کہ اس زمانے مین عقائد فاسدہ کا شیوع اسقدر ہوگیا کہ از ثری تا ثریا پہونچا اور بدعات ضالہ کا اسدرجہ ظہور ہوا کہ از فلک دنیا تا ارض قصوی پہونچا سے خود پرست ہوگیا ہی ایک عالم پہ نفس کو اپنے جانتا ہی صنم ہر کس وناکس دعوی علم وفضل کا کرنے لگا فضل وکمال مثل علماء کے بکنے لگا مضمون انا خیر کا تمام اطراف مین دائر ہی اور کلمہ انا نحن کا تمام اکناف مین سائر ہی مقام حسرت وافسوس یہ ہی کہ جو لوگ اہل علم سے سمجھے جاتے ہین اور عوام اونکو فضلا سے شمار کرتے ہین وہی لوگ دین محمدی مین طرح طرح کے فساد برپا کرتے ہین اور عوام اونکو اپنا معتمد سمجھکے گمراہ ہوتے ہین ہر مہینے مین ایک مسئلہ جدید شہرت پذیر ہوتا ہی اور یوما فیوما ایک شگوفہ نیا پہولتا ہی افراط وتفریط کی گرم بازاری ہی بیچارے جاہلون کی سخت خواری ہی کوئی تقلید حضرات ائمہ علیہم التحیۃ والرحمۃ کو حرام کہتا ہی اور مقلدین کو کافرون سے گنتا ہی کوئی اوسکو فرض وواجب لکھتا ہی کوئی مجلس مولد نبوی کو بدعت سیئہ وخصلت ضالہ ٹھہراتا ہی کوئی اوسکو بدعت واجبہ بتاتا ہی کوئی مدعی اجتہاد تقریر لاطائل وسکو یاوہ ہی حضرات ائمہ کی خدمت مین کلمات نالے ادبانہ کہتا ہی گمراہ کنندہ خلق اللہ ہوتا ہی

آخر الامر بلای ناگہانی سر پر آتی ہی کف افسوس ملتا ہی عزت جاتی ہی مگر معہذا تنبہ مفقود اور دعوی انانیت موجود کوئی تراویح کہ سلف سے خلف تک تمام علما شرفا و غربا بیس رکعت پڑھتے آئے آٹھ رکعت ادا کرتا ہی سنت خلفای راشدین کو لغو و باطل سمجھتا ہی کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی چھہ شل پیدا کرتا ہی نص قرآنی و کلام ربانی سے منکر ہوتا ہی صورت اسلام مین دین محمدی کی تخریب کا ارادہ کہتا ہی خود خراب ہوتا ہی عوام کو خراب کرتا ہی کسی کے نفس مین شیطان لعین نے ایسا وسوسہ دلایا کہ وہ وجود شیطان کا اس عالم مین منکر ہوا نص قرانی مین رای کو دخل دینے لگا استغفر اللہ من ہذہ الخرافات و اعوذ بہ من تلک الهفوات بعض تواریخ مین مرقوم ہی کہ ایک مرتبہ ایام حج مین ایک شخص مکہ معظمہ مین وارد ہوا اور اوس نے بیباک ہوکر زمزم مین جو حرم محترم مین ایک کنواں معظم ہی پیشاب کر دیا تمام شہر مین اسکا شہرہ ہوا سب اہل مکہ جمع ہوئے اور اوس نابکار کو سزا دینے لگے ایک شخص نے اوس نابکار سے استفسار کیا کہ اے بیحیا تو نے کیون پیشاب زمزم مین کیا اوس نے جواب دیا کہ مین اس شہر مین تازہ وارد ہوا کسی سے مجھسے معرفت تہی اور نہ ملاقات منظور یہ ہوا کہ اگر زمزم مین پیشاب کرون تو تمام شہر مین میرا شہرہ ہو جائے گا اور ہر کس و ناکس مجھسے واقف ہو جائیگا اسوجہ سے مجھسے یہ حرکت سرزد ہوئی اس زمانے مین یہ لوگ جو نئی نئی باتین نکالتے ہین مشابہت اوسی شخص سے رکھتے ہین منظور نظر انکو یہ ہی کہ اگر دین مین ایسی بات نکالینگے کہ نہ کبہی سنی گئی ہو اور نہ کسی کتاب مین ہو تو تمام ہند مین ہمارا شہرہ ہوگا اور ہر کس و ناکس ہمکو علامۂ زمان و فہامۂ دوران اعتقاد کریگا اور نہین سمجھتے ہین کہ حق جلشانہ حافظ اس دین محمدی کا ہی تم لوگون کی تخریب سے کیا ہوتا ہی لازم ہے ان لوگون کو کہ ایسی حرکات سے باز آئین اور اپنے دین کو خراب اور خلق اللہ کو گمراہ نہ کرین ورنہ بدلے عزت کے ذلت اوٹھائینگے دونون ہاتھ ملینگے پچتائینگے

؎ ہمارا کام سمجھانا ہی یارو — پھر آگے چاہو تم مانو نہ مانو

طرفہ ترین ماجرا و واقعہ حیرت افزا یہ ہی کہ اس سال مولوی محمد بشیر سہسوانی حرمین شریفین تشریف لیگئے اور مشاہد عظام و مشاعر کرام سے شرف اندوز ہوئے جب حج سے فراغت کرکے عزیمت مراجعت وطن کی کی زیارت قبر محترم سید الرسل شفیع الامم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارادہ نہ فرمایا خدا جانے کیا خیال مین آیا حق تو یہ ہی کہ بڑی کم نصیبی ہی اوس شخص کی جو اسقدر مشقت سفر دور و دراز اوٹھا کے

مکہ معظمہ جاوے اور زیارت قبر نبوی سے مشرف نہووے کیسی قبر کہ محضر ملائکہ کرام ہی اور مقبول ہر خاص وعام ہی کیسی قبر کہ مجمع انوار الٰہی ہی منبع فیض نامتناہی ہی کیسی قبر کہ مدفن سید المخلوقات ہی محل نزول برکات ہی کیسی قبر کہ جو وہان جاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کرتا ہی خود آنحضرت بنفس نفیس جواب دیتے ہین اور متوجہ اوسکی استغفار کیطرف ہوتے ہین زبانی ثقات کے مسموع ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کو اہالیان مکہ معظمہ نے مدینہ منورہ جانے کی تفہیم کی اور تحصیل سعادت عظمی ومقصد اقصی کی تعلیم کی بلکہ جناب ڈپٹی امداد العلی خانصاحب نے کہ وہ قصد مدینہ منورہ کا رکھتے تھے ارادہ اونکی کفالت کا کیا اور زادراہ کا وعدہ کیا مگر مولوی صاحب نے ہرگز نمانا اپنے خیال کو حق جانا اور عند التقریر زبان مبارک سے یہ ارشاد کیا کہ زیارت قبر نبوی کی مستحب ہی چاہے کرے اور چاہے نہ کرے اور یہ خیال نہ فرمایا کہ محققین حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ وحنبلیہ اسکے وجوب کے قائل ہین اور بہت سی حدیثین اوسپر دلالت کرتی ہین القصہ جب مولوی صاحب بعد تباہی مرکب بہزار دقت وتعب وطن کو پہونچے ہر طرف آوازہ طعن کا بلند ہوا اور غلغلہ اس حرکت نازیبا کا اوٹھا آہی کاش مولوی صاحب اس طعن وتشنیع کو سنکے خاموش ہوکے گھر مین بیٹھے رہتے اور زیادہ کد وکاوش نہ فرماتے تو خوب ہوتا کہ اپنے ہی تک یہ بات رہتی عوام کی خرابی نہوتی لیکن مولوی صاحب نے جیسا کہ باب تراویح مین شور وشغب مچایا اور آٹھ رکعت کو سنت اور باقی کو مستحب بنایا اوسیطرح سے اس باب مین غلغلہ اوٹھایا افراط کی راہ پر چلے طریق وسط سے کنارہ فرمایا ایک رسالہ مسمی بالقول المحقق المحکم فی زیارۃ قبر الحبیب الاکرم لکھکے طبع کرایا اور اپنے نفس سے الزام اوٹھایا جب وہ رسالہ جناب استاذنا زبدۃ الاوائل مخر الاماجد والاماثل مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی کے معائنہ سی گذرا اور اونہون نی مجھے دکھایا مجکو عجب پر عجب ہوا مولف نے علاوہ تقلید حنفیہ ہونے کے اونپر افترا کی نسبت استحباب زیارت قبر نبوی اور ضعیف ہونے قول وجوب کے طرف جمہور حنفیہ کی کی حالانکہ محققین اصحاب مذاہب اربعہ اوسکے وجوب کے قائل ہین اور حنفیہ قول وجوب کو نقل کرکے نہ اوسکو غلط لکھتے ہین اور نہ ضعیف لکھتے ہین بلکہ اوسکو احادیث سے موید کرتے ہین اور اوسیطرف مائل ہین طرفہ مولف نے یہ کیا کہ جو احادیث باب زیارت مین وارد ہین اور بعض اونکے صحیح اور بعض حسن ہین اونکو باطل وضعیف وموضوع ٹھہرایا

نقل عبارت مین ایسی قطع و برید فرمائی کہ حکایت قاضی محمد مبارک کو قاموی کی یاد آئی
جو عبارتین تضعیف کی تھین اونکو نقل کیا اور جو کلمات قوت کے تھے اونکو حذف کیا
بمقتضائے ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست + اگر خاموش بنشینم گناہ ست * ایک رسالہ
مسمی بالکلام المبرم فی نقض القول المحقق المحکم بعجلت تمام باوجود عدم
فرصت تام تصنیف کیا اور اوسمین مولف کے قول قول کو نقل کرکے شرح و جرح کی
وجوب زیارت کو ثابت کیا احادیث کی قوت و جودت کتب معتبرہ سے نقل کی تا عوام گمراہی
نہ ہووے اور تمام عالم اس اعتقاد جدید سے محفوظ رہے **قال** سلمہ اللہ تعالی الحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین **اما بعد** مخفی نرہے کہ زیارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے مستحب ہے اور بعضون نے
جو واجب یا قریب بواجب لکھا ہے تو اوسکا ضعف خود کلام محققین حنفیہ سے سمجھا جاتا ہے
اقول مخفی نرہے کہ جمہور فقہائے حنفیہ مائل بوجوب ہین اور قول وجوب کو نقل کرکے
سکوت کرتے ہین اور ضعف کی طرف مطلقا اشارہ نہین کرتے ہین چنانچہ قدوۃ الانام
کمال الدین بن الہمام فتح القدیر مین تحریر فرماتے ہین قال مشائخنا ہی افضل المندوبات
وفی مناسک الفارسی وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ روی الدارقطنی والبزار
عنہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی واخرج الدارقطنی عنہ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم من جاءنی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علیّ ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ
واخرج الدارقطنی ایضا من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی انتہی اور
قاضی القضاۃ عبد الرحمن بن محمد المعروف بشیخی زادہ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مین لکھتے ہین
ومن احسن المندوبات بل یقرب من درجۃ الواجبات زیارۃ قبر نبینا علیہ الصلوۃ والسلام انتہی
اور شیخ محمد بن عبد اللہ التمرتاشی منح الغفار شرح تنویر الابصار مین لکھتے ہین زیارۃ قبر نبینا
من اعظم القرب وارجی الطاعات وفی شرح المختار ہی افضل المندوبات والمستحبات بل تقرب
من درجۃ الواجبات وفی مناسک السطر البلسی نقلا عن مناسک الفارسی انہا قریبۃ الی الوجوب
فی حق من کان لہ سعۃ وقد حرض سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم علی زیارتہ وبالغ فی الندب الیہا

روی الدارقطنی وابوبکر البزار مرفوعا من زار قبری وجبت له شفاعتی وقال علیہ السلام من جاءنی زائرا لم تنزعہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ اخرجہ الدارقطنی وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ قال لاعذر لمن کان لہ سعۃ من امتہ ولم یزرہ اخرجہ الحافظ ابو محمد بن عساکر بسندہ وذکرہ قاضی القضاۃ عز الدین فی مناسکہ الکبری انتہی اور فاضل حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں لکھتے ہیں زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من افضل القرب واحسن المستحبات بل تقرب من درجۃ مالزم من الواجبات فانہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حرض علیہا فقال من وجد سعۃ ولم یزرنی فقد جفانی وقال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی ومما ہو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم حی یرزق ممتع بجمیع العبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات انتہی اور خزانۃ المفتین میں ہے زیارۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام من المستحبات بل یقرب من درجۃ الواجبات انتہی اور علامۂ ہند عبد النبی بن احمد بن ملا عبد القدوس گنگوہی تلمیذ رشید ابن حجر مکی سنن الہدی فی متابعۃ المصطفے میں تحریر کرتے ہیں اعلم ان زیارۃ النبی العربی القرشی المکی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہ بین علماء الدین وفضیلۃ مرغبۃ فیہا للمحبین وقال الکرمانی من اصحابنا الحنفیۃ انہا مندوبۃ قریبۃ الی الواجب فی حق من کان لہ سعۃ علی مایدل علیہ الاحادیث ونقل القاضی عن ابی عمر قال واجب شد الرحال الی قبرہ علیہ الصلوۃ والسلام قال المولف سمعت شیخنا ابن حجر ایداللہ الاسلام ببقائہ یقول انہا واجبۃ عند بعض اصحابنا الشافعیۃ مثل الحج ولا فرق بین الفرض والواجب عندہم انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہیں من وجد سعۃ ولم ینفذ الی فقد جفانی وفی روایۃ مامن احد من امتی لہ سعۃ ولم یزرنی فلیس لہ عذر عند اللہ وقال من جاءنی زائرا لایہمہ الا زیارتی کان حقا علی اللہ ان اکون لہ شفیعا وقال من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ ومن سکن المدینۃ وصبر علی بلائہا کنت لہ شفیعا یوم القیامۃ وقال اسحق بن ابراہیم الفقیہ ومما لم یزل شان من حج المرور بالمدینۃ والقصد الی الصلوۃ فی مسجد رسول اللہ والتبرک برویۃ روضتہ ومنبرہ انتہی ملخصا اور مولف جمع المناسک لباب المناسک میں لکھتے ہیں اعلم ان زیارۃ سید المرسلین باجماع المسلمین من افضل القربات وافضل الطاعات وانجح المساعی لنیل الدرجات قریبۃ من درجۃ الواجبات لمن لہ سعۃ وترکہا غفلۃ عظیمۃ وجفوۃ کبیرۃ وقد صرح

بعض العلماء المالکیۃ بان المشی الی المدینۃ افضل من المشی الی الکعبۃ وبیت المقدس انتہی وشیخ عبدالحق دہلوی
در مدارج النبوۃ می نویسند اما زیارت قبر شریف و مسجد منیف از اعظم قربات و اعلی درجات ست
بعضے بر آنند کہ واجبست چنانکہ امام عبدالحق کہ از اعاظم علمای حدیث ست ذکر کردہ و بثبوت پیوستہ
کہ آنحضرت فرمود من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و مرویست کہ من وجد سعۃ و لم یفد الی فقد جفانی صاحب
مواہب گفتہ کہ این ظاہرست در حرمت ترک زیارت زیرا کہ درین جفا و اذی اوست و جفا و اذی
آنحضرت حرام ست باجماع پس واجب باشد ازالۂ جفا و آن بزیارت خواہد بود پس زیارت واجب باشد
انتہی ان عبارات پر لحاظ کرنے کے ارشاد ہو کہ کسنے قول وجوب کو ضعیف لکھا ہی اور کسنے جمہور کے
نزدیک مستحب کہا ہی اگر نظر وسیع سے ملاحظۂ کتب حنفیہ کیجیے صاف معلوم ہوگا کہ حنفیہ قول وجوب
کو نقل کرکے سکوت کرتے ہین اور میلان اسی قول کیطرف رکھتے ہین کیونکر نہ یہ قول معتبر ہو احادیث
متکاثرہ بعبارات مختلفہ سے وجوب ثابت ہوتا ہی اور جملہ احادیث کو غیر معتبر اور موضوع ٹھہرانا پایۂ
اعتبار سے ساقط ہی چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی اب کلام بعض محققین شافعیہ
کا بھی ملاحظہ کرنا چاہیے کہ جس سے صاف ترجیح قول وجوب کی معلوم ہوتی ہی سمہودی وفاء الوفاء مین
لکھتے ہین الحنفیۃ قالوا ان زیارۃ قبر رسول اللہ من افضل المستحبات بل تقرب من درجۃ الواجبات
وکذلک نص علیہ المالکیۃ والحنابلۃ انتہی اور احمد قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین اعلم ان زیارۃ
قبرہ الشریف من اعظم القربات وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ہذا فقد
انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام وقد اطلق بعض المالکیۃ وہو ابوعمران
الفاسی کما ذکرہ فی المدخل عن تہذیب الطالب لعبدالحق انہا واجبۃ ولعلہ اراد وجوب السنن المؤکدۃ
وقال عیاض انہا سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا وروی الدارقطنی من حدیث ابن عمر ان رسول اللہ
قال من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ورواہ عبدالحق فی احکامہ الوسطی وفی الصغری وسکت عنہ وسکوتہ
عن الحدیث فیہما دلیل علی صحتہ وفی المعجم الکبیر للطبرانی ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم قال من جاءنی
زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ وصححہ ابن السکن وروی عنہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی ذکرہ ابن فرحون فی مناسکہ والغزالی فی الاحیاء
ولم یخرجہ العراقی بل اشار الی ما اخرجہ ابن النجار فی تاریخ المدینۃ عن انس قال قال رسول اللہ من حج

من اتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی الا ولیس لہ عذر رواہ ابن عدی فی الکامل و ابن حبان فی الضعفاء والدارقطنی
فی العلل و غرائب مالک و آخرین کلہم عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح
وعلی تقدیر ثبوتہ فلیتامل قولہ فقد جفانی فانہ ظاہر فی حرمتہ ترک الزیارۃ لان الجفا اذی والاذی حرام
بالاجماع فتجب الزیارۃ اذ ازالۃ الجفا واجبۃ فالزیارۃ ح واجبۃ و بالجملۃ فمن تمکن من زیارتہ ولم یزرہ
فقد جفاہ ولیس من حقہ علینا ذلک انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین زیارۃ القبور تعظیم وتعظیمہ صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم واجب انتہی اور ابن حجر مکی ہیثمی در منظم فی زیارۃ النبی المکرم مین کہتے ہین انما الخلاف
بینہم فی ان زیارۃ رسول اللہ واجبۃ او مندوبۃ نقیل واجبۃ وقد یستدل بظاہرہ بخبر ابن عدی وہو قولہ
علیہ السلام من حج ولم یزرنی فقد جفانی یحمل من حج البیت قید البیان الاولی والاہم حتی لا یکون لہ مفہوم
ویوید ذلک سقوطہ من روایات آخر وان کانت ضعیفۃ وجفاءہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم حرام فعدم زیارتہ
المتضمن لجفائہ کذلک ویوید ذلک ان جماعۃ من المذاہب الاربعۃ اخذوا وجوب الصلوۃ علیہ صلی اللہ
علیہ و علی آلہ وسلم کلما ذکر مما صح عن قتادۃ مرسلا قال قال رسول اللہ من الجفا ان اذکر عند رجل فلا یصلی
علی وفی روایۃ البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی وفی روایۃ البخیل کل البخیل وفی روایۃ رجالہا رجال
الصحیح الا ان فیہ متہما ان من لم یصل علی عند ذکری ابخل الناس وہذہ کلہا تویید القول بوجوب الزیارۃ
قیاسا علی وجوب الصلاۃ علیہ عند سماع ذکرہ بجامع انہ عد کلا منہما جفاء انتہی اور بعد چند سطور کے
لکھتے ہین قال الحنفیۃ انہا اقرب من درجۃ الواجبات وقال بعض ائمۃ المالکیۃ انہا واجبۃ وقال غیرہ
منہم یعنی من السنن الواجبۃ ویدل لذلک احادیث صحیحۃ صریحۃ لا یشک الا من انطمس نور بصیرتہ انتہی
مخفی نرہے کہ قول صاحب مواہب کا حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی کے حق مین لفظ لا یصح
اوسکے موضوع ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی بلکہ اس امر پر کہ سند اوسکی مرتبہ صحت مصطلحہ اہل حدیث
تک نہین پونہچی ہی بلکہ ضعیف ہی نہ یہ کہ مطلقا ثابت نہین آبن طاہر فتنی تذکرۃ الموضوعات مین
لکھتے ہین قال السیوطی فی اللآلی قال الزرکشی بین قولنا لم یصح وقولنا موضوع بون کثیر فان الموضوع
اثبات الکذب وقولنا لم یصح لا یلزم منہ اثبات العدم وانما ہو اخبار عدم الثبوت وقال ایضا
لا یلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت یشمل الصحیح والضعیف انتہی خلاصہ مرام اس مقام مین
یہ ہی کہ باب زیارت مین علما کے تین قول ہین بعض علمای خلف وسلف تو مندوبیت پر کفایت

کرتے ہین اور بعض مالکیہ اور بعض شافعیہ حکم وجوب کا دیتے ہین اور یہی مختار محققین متاخرین شافعیہ
مثل ابن حجر وقسطلانی کا ہی اور جمہور حنفیہ اس قول کو نقل کرکے احادیث سے موید کرتے ہین اور چون
وچرا نہین کرتے ہین اور مختار بعض مالکیہ یہ ہی کہ زیارت سنت موکدہ ہی اور قابل اخذ و اعتماد قول
اوسط ہی فان خیر الامور اوسطہا کیونکہ چند احادیث کہ بعض اونکے حسن ہین اور بعضے ضعیف ہین
کما ستطلع علیہ عنقریب وجوب پر دلالت کرتے ہین بلکہ اگر فرض کرو کہ کوئی حنفی یا شافعی تصریح
وجوب کی نہ کرتا تو ہمکو بعد معاینہ کرنے احادیث کے یہ حکم لازم تھا کہ واجب ہی مع جاے آنکہ
خود علماے حنفیہ و شافعیہ اسکے مصرح اور موید ہین پس اختیار کرنا قول مندوبیت کو اور نسبت
اوسکے اختیار کے اور ضعف قول وجوب کی طرف جمہور حنفیہ کے کرنا جیسا کہ مولف قول محکم نے
کیا ہی باطل اور افترا ہی **ثم قال** در مختار مین مرقوم ہی وزیارۃ قبرہ مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن لہ سعۃ
طحطاوی لکھتا ہی قولہ بل قیل واجبۃ الذی فی المنح تقرب من درجۃ الواجبات وفی مناسک الطرابلسی
انہا قریبۃ الی الواجب فی حق من کان لہ سعۃ انتہی شامی کہتا ہی قولہ بل قیل واجبۃ ذکرہ فی شرح اللباب
وقال کما بینتہ فی الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ وذکرہ ایضا الخیر الرملی فی حاشیۃ المنح وقال
وانتصر لہم عبارۃ اللباب والفتح وشرح المختار انہا قریبۃ من الوجوب لمن لہ سعۃ انتہی اور فتاوی
عالمگیری مین مسطور ہی قال مشائخنا انہا افضل المندوبات وفی مناسک الفارسی وشرح المختار
انہا قریبۃ من الوجوب من لہ سعۃ اور رد المحتار مین لکھا ہی وہل تستحب زیارۃ قبرہ علیہ السلام للنساء
الصحیح نعم بلا کراہۃ بشروطہا علی ما صرح بہ بعض العلماء اما علی الاصح من مذہبنا وہو قول الکرخی وغیرہ
من الرخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنساء جمیعا فلا اشکال واما علی غیرہ فکذلک نقول
بالاستحباب لاطلاق الاصحاب انتہی ان عبارات سے صاف ظاہر ہی کہ نزدیک جمہور مشائخ
حنفیہ کے زیارت قبر آنحضرت کی مستحب ہی اور واجب کہنا ضعیف ہی جیسا کہ لفظ قیل سے جو
در مختار مین سمجھا جاتا ہی اور ایسا ہی قریب بواجب کہنا کیونکہ یہ دونون قول متقارب ہین
اقول یہ قول متضمن دو افترا ہی ایک نسبت کرنا ندب کی طرف جمہور حنفیہ کے حال آنکہ
نہ عبارت در مختار مین یہ لفظ ہی اور نہ عبارت عالمگیری مین دوسری نسبت کرنا تضعیف
قول وجوب کی طرف صاحب در مختار کے حال آنکہ اوسکے کلام مین کہین نشان تضعیف کا نہین ہی

اور لفظ قیل موضوع واسطے تضعیف کے نہین کہ خواہ مخواہ اوس سے تضعیف سمجھی جاوے بلکہ اکثر
جب قائل کو بیان کرنا منظور نہین ہوتا ہے یا قائل مشہور ہوتا ہے اوسوقت لفظ قیل سے اوسکا
قول نقل کردیتے ہین کما لا یخفی علی من طالع المختصرات فضلا عن المطولات اور دلیل اسپر یہ ہے
کہ محشین درمختار مثل طحطاوی وشامی ودمیاطی نے تحت لفظ قیل کے مجرد قائل کے تعیین کردی
اور تضعیف کی طرف باگ نہین پھیری بلکہ شامی نے قوت اس قول کی نقل کی تس معلوم ہوا کہ
غرض صاحب درمختار کی قیل سے مجرد نقل قول بغیر تعیین قائل ہو نہ تضعیف اوسکی اور اگر تسلیم
کرین کہ غرض اوسکی تضعیف ہی تو ہم کہین گے کہ صاحب درمختار یا رد المحتار یا صاحب عالمگیری ارباب
ترجیح سے نہین ہین کہ اونکی تضعیف معتبر کی جاوے اگر کوئی حنفی کہ اصحاب ترجیح مین اوسکا شمار ہو
اس قول کو ضعیف کرے البتہ اوسپر اعتماد کر سکتے ہین ملاحظہ کیجیے کہ ابن ہمام نے کہ اصحاب ترجیح اور
فقہاء النفس مین اونکا شمار ہی قول وجوب کو نقل کرکے سکوت کیا اور اوسکو ضعیف نہ کیا پس اونکا سکوت
اس قول کی صحت وجودت کیواسطے کافی ہو اب بیان ایک امر مولف سے استفسار ہی وہ یہ کہ جمہور فقہا
حنفیہ بلکہ تمام حنفیہ تراویح کو بیس رکعت سنت موکدہ لکھتے ہین اور آپنے اونکے قول کو لغو جانا
اور اقتصار آٹھ رکعت پر بعد افطار صیام کے غنیمت جانا سنیت بیس رکعت کو اوڑا دیا اور آٹھ پر
رکعات زائدہ کو مثل قول روافض کے سنت عمری ٹھہرا دیا پھر اپنے فعل پر بھی کفایت نہ کی
بلکہ تمام اپنے معتقدون کو اس امر کی ہدایت کی اس سے عوام کالانعام گمراہ ہو گئے اعتقادات
اونکے مثل اہل بدعات کے ہو گئے جب یہ امر جناب استاذنا مولانا **محمد عبد الحی** ادام
فیضہ العلی نے دیکھا ایک رسالہ بہ بسط بسیط اس مسئلہ مین لکھہ کے طبع کرا دیا نام اوس کا
تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار رکھا اور اوس مین خوب طرح سے
بیس کی سنیت کو موکد کیا اور آٹھہ پر اختصار کرنے والے کو بسبب ترک سنت خلفاء
راشدین کے ملزم کیا یقین ہے کہ ملاحظہ سے گذرا ہوا اور مقبول خاطر عاطر ہوا ہو پس ہم آپ سے
سوال کرتے ہین کہ تراویح کے باب مین قول جمہور کہان گیا اور زیارت کے باب مین
قول جمہور کہان سے پیدا ہوا اگر یہان نفس امارہ کی متابعت سے تراویح مین آٹھہ پر
کفایت کی اور باب زیارت مین مندوبیت ثابت کی گویا دین تابع ہوائے نفسانی ہو گیا

اور مسائل شرعیہ مین راے سے دخل یا فانا للہ وانا الیہ راجعون اور اگر کہیے کہ باب زیارت مین
احادیث موضوع ہین تو ہم کہین گے کہ یہ قول آپکا غلط ہے کیونکہ ذہبی وغیرہ نے بعض کی
تحسین کی ہے جلدی نہ کیجیے بزودی اوسپر اطلاع ہوگی **ثم قال** اور ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ ان
دونون کی دلیل بھی ایک ہی ہوگی یعنی وہ حدیث کہ جسمین نسبت تارکین زیارت کی لفظ
جفائی کا آیا ہے اور محدثین اوسکو موضوع لکھتے ہین جیسا کہ بیان اوسکا انشاء اللہ تعالی عنقریب
آتا ہے پس تضعیف ایک کی گویا کہ تضعیف دوسرے کی ہے **اقول** نسبت وضع کے اس حدیث
کی طرف غیر مقبول ہے البتہ حدیث ضعیف وغریب ہے تفصیل اسکی عنقریب انشاء اللہ تعالی آویگی
ثم قال پوشیدہ نرہے کہ قیل واجبۃ کی تحت مین جو طحطاوی وشامی نے اقوال اون لوگونکے
جو کہ قائل بوجوب یا قریب بوجوب کے ہین نقل کیے ہین اس سے مقصود صرف بیان قول مرجوح ہے
نہ ترجیح اس قول کی اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری مین جو بعد بیان قول جمہور کے قریب وجوب
ہونیکو مناسک فارسی اور شرح مختار سے نقل کیا ہے اوس سے بھی مقصود ترجیح اس قول کی
نہین ہے کما ہو الظاہر ومن یدعی خلاف الظاہر فعلیہ البیان **اقول** یہ امر آپ ہی کے نزدیک
ظاہر ہے ورنہ ہر متبحر وغیر متبحر اس امر کو سمجھتا ہے کہ غرض طحطاوی اور شامی اور مولفان عالمگیری
کے مجرد نقل قائلین وجوب ہے نہ اوسکی تضعیف ارشاد کیجیے کہ کون لفظ ان تینون کی دلالت
کرتی ہے تضعیف کے قصد پر اور مجرد دعوی ظاہر ہونیکا داب مناظرہ سے خارج ہے **ثم
قال** یہ جو کچھ کہ لکھا گیا موافق اقوال حنفیہ کے ہے اب جاننا چاہیے کہ موافق حدیث
رسول اللہ صلعم کے بھی زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستحب ہے عن بریدۃ قال
قال رسول اللہ نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا رواہ مسلم وعن ابی ہریرۃ قال زار النبی صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لہا فلم یوذن لی واستاذنتہ
فی ان ازور قبرہا فاذن لی فزوروا القبور رواہ مسلم ان دونون حدیثون سے مطلق زیارت کا
استحباب ثابت ہوتا ہے پس آنحضرت کی قبر کی زیارت کا استحباب بدرجۂ اولی ثابت ہوا اور ایسا
ہی باقی احادیث صحیحہ کہ استحباب مطلق زیارت قبور پر دلالت کرتے ہین وہ سب اسکے استحباب
زیارت قبر آنحضرت کے دلیل ہو سکتے ہین **اقول** سبحان اللہ عجب قیاس ہے زیارت قبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بدرجہا زیارت باقی قبور سے موجب رفع درجات و باعث وصول حسنات ہی پس قیاس کرنا کہ جب مطلق زیارت قبور مستحب ہوئی تو زیارت قبر نبوی بہی مستحب ہوگی کب درست ہی ہان اگر اول کسی دلیل سے استحباب قبر زیارت نبوی ثابت ہو جاوے اور زیارت باقی قبور اوسپر قیاس کرکے کہا جاوے کہ جب زیارت قبر نبوی کی مستحب ہہیلے تو زیارت مطلق قبرون کی بدرجہ اولی مستحب ہوگی تو البتہ درست ہوگا کیونکہ ادنی پر اعلی کا قیاس درست نہین ہی مطلق قبور کی زیارت کے مستحب ہونے سے یضرو نہین کہ زیارت قبر نبوی بہی مثل اوسکی مستحب ہو بلکہ زیارت قبر نبوی کے واجب ہی اور مطلق زیارت مستحب ہی آب چند ادلہ وجوب زیارت نبوی کے گوش گذار کرنا چاہیے اور بنظر انصاف غور فرمانا چاہیے پہلی دلیل کتاب اللہ سے کہ اعلی ترین ادلہ ہی حق جلشانہ سورۂ نسا مین فرماتا ہی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما یعنی اگر وہ لوگ جب کہ ظلم کیا اپنے نفسون پر اور کبائر وصغائر مین مبتلا ہوئے آوین تمہارے پاس ای ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طلب مغفرت کرین حق تعالی سے اور طلب مغفرت کرے اونکے واسطے رسول اللہ البتہ پاوینگے وہ لوگ حق تعالی کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اور حق تعالی اونکے گناہونکو بخشدیگا اس آیہ مین حق تعالی نے گناہون کے بخشنے کو اور حق تعالی کے مہربان ہونیکو مشروط کیا ساتھہ اس امر کے کہ وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر ہووین اور طلب مغفرت کرین پس معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ حضور نبوی مین حاضر نہون گے اور عذر خواہی نکرینگے حق تعالی کو مہربان نہ پاوینگے اور مستحق مغفور ہونیکے نہون گے اگر کوئی مشکک کہی کہ یہ آیہ خاص ہی زمانہ حیات نبوی کے ساتھ اور بعد ممات آنحضرت کے آنحضرت کہان ہین کہ ہم اونکے پاس جاوین تو اوسکو یون دفع کرنا چاہیے کہ تمام کتب عقائد مین مصرح ہی کہ آنحضرت جس طرح سے اس عالم مین تشریف رکہتے تہے اسیطرح قبر مین تشریف رکہتے ہین اور عبادات الٰہی مین مصروف ہین اور یہی مذہب تمام اہلسنت کا ہی اور بہت احادیث صحیحہ اس امر پر دال ہین جسکو منظور ہو بیہقی کے رسالے کو کہ حیاۃ الانبیا مین تصنیف ہوا دیکہ لے پس موت آنحضرت کی فی الحقیقت انتقال مکانی ہی نہ موت حقیقی آپ کی خدمت مین قبل وفات کے اور بعد وفات کے حاضر ہونا دونون برابر ہین

اور حق تعالی نے کلمہ جاؤک کا مطلق فرمایا بزمانۂ حیات نبوی مقید نہین کیا پس معلوم ہوا
کہ مدار مغفور ہونے کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا ہی خواہ عالم حیات نبوی مین ہو یا بعد
وفات کے پس ثابت ہوا کہ زیارت قبر احمدی و حضور مجلس محمدی واجب ہی وذلک ہو المراد
دوسری دلیل قیاسی یہ ہی کہ زیارت کسی کے قبر کی اور اوسپر سلام کرنا ادا کرنا ہی اوسکے حق
اسلامی کا جیسا کہ نماز جنازہ پڑہنا ادای حق مسلم ہی اور ادای حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی
آلہ وسلم تمام عالم پر واجب ہی پس زیارت قبر نبوی واجب ہی تیسری دلیل یہ ہی کہ اگر کوئی شخص
کسی بلدے مین یا قریب اوس بلدیکے وارد ہوا اور اوس بلدے مین اوسکا آقا یا مولی یا باپ
موجود ہوا اور اوسکی ملاقات کو وہ شخص نہ جاوے باوجود قدرت و وسعت کے وہ شخص
نالائقون مین گنا جاویگا اور احسان فراموشون مین نام اوسکا لکہا جاویگا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کا احسان تمام عالم پر ہی اور بطفیل اونکے تمام اہل اسلام جہنم سے ناجی ہوئے
اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ آپنے ارشاد کیا انما انا لکم بمنزلۃ الوالد رواہ ابوداؤد وغیرہ یعنی مین
واسطے تم لوگون کے بمنزلہ باپ کے ہون جسطرح پدر اپنے پسر کو صورتین نجات کی سکہاتا ہی
اوسی طرح مین تمکو تعلیم کرتا ہون پس جس بلدے مین کہ آنحضرت تشریف رکہتے ہین اوسمین باوجود
قدرت کے نہ جانا بڑے احسان فراموشی ہی اور قریب اوس بلدیکے پونہچکے وہان حاضر نہونا
گویا عقوق پدری ہی **ثم قال** لیکن استدلال اس عاجز ساتہہ اون احادیث کے کہ جس مین
خاص حضرت کے قبر کی زیارت کا ذکر ہی درست نہین ہی کیونکہ بعض اونمین ضعیف ہین اور بعض
اس وجہ کے کہ لائق احتجاج نہین اور بعض موضوع ہین اونمین سے چند کا حال بطور نمونہ کے بیان
کیا جاتا ہی **اقول** مولف نے خوب نمونہ دکہانے مین حق پوشی کی احادیث حسنہ کو ضعیف اور
قابل احتجاج کو غیر قابل احتجاج لکہہ دیا یا اگلے قلم کو لنے ہاتہہ سے چہوڑ دیا جو عبارتین تضعیف کی تہین
اونکو نقل کر دیا اور عبارات تصحیح سے کنارہ کیا اسماء رجال مین جو عبارات جرح کی تہین اونکو
تحریر کیا اور عبارات توثیق کو چہوڑ دیا واہ واہ خوب سرقہ و قطع برید ہی شاید یہ امر مولف کے
زعم مین موجب اجر مزید ہی شاید مولف کے گمان مین یہ آیا کہ سوائے اپنے کوئی عالم دنیا مین باقی
نہین رہا اور عوام کالانعام جو مین لکہونگا اوسی پر ایمان لاوینگے قول حق جلشانہ کو بہول گئے کہ وفوق

کل ذی علم علیم آپ بچشم غور مولف کی چشم پوشی و تقطیع عبارات کا حال سنیئے **قال** پہلی حدیث
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی شوکانی فوائد مجموعہ مین لکہتا ہی قال فی المقاصد ان ابن خزیمۃ
اشار الی تضعیفہ اور مقاصد حسنہ مین مرقوم ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ ابو الشیخ
وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمۃ واشار الی تضعیفہ انتہی **اقول** یہ تحریر اُنکی
مثل اسکے ہی کہ لا تقربوا الصلوۃ کو لکہہ کے وانتم سکاری کو چھوڑ دیجیے مقاصد کی عبارت
پوری کیون نہ نقل کی خوف یہ ہوا کہ اوسمین اس حدیث کی تقویت بہی لکہی ہی اگر وہ بہی لکہین گے
اپنے مطلب کے خلاف ہو جائیگا دیکہو عبارت مقاصد کی یہ ہی حدیث من زار قبری وجبت لہ
شفاعتی ابو الشیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمۃ واشار الی تضعیفہ وعند
ابن عدی والدارقطنی والبیہقی بلفظ کان من زارنی فی حیاتی وضعفہ البیہقی وکذا قال الذہبی طرق
کلہا لینۃ لکن تتقوی بعضہا ببعض لان ما فی رواتہا متہم بالکذب انتہت اس عبارت مین ذہبی سے
تقویت منقول ہی اور اس قدر مستدلین کو کافی ہی اگر زیادہ تصریح اس حدیث کی قوت مین منظور
ہو تو دیکہیئے علامہ نور الدین علی سمہودی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی مین لکہتے ہین قال السبکی
اقل درجات ہذا الحدیث الحسن ان نوزع فی صحتہ لما سیاتی من شواہدہ وقال الذہبی طرقہ لینۃ تقوی
بعضہا بعضا انتہی اور ابن حجر مکی در منظم مین لکہتے ہین حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی
وفی روایۃ حلت لہ شفاعتی صححہ جماعۃ من ائمۃ الحدیث والطعن فی رواتہ مردود کما بینہ السبکی
واطال فیہ وقول البیہقی انہ منکر معناہ انہ تفرد بہ راویہ والفرد قد یطلق علیہ ذلک کما قالہ احمد فی
حدیث دعاء الاستخارۃ مع انہ فی الصحیحین وقول الذہبی طرقہ کلہا لینۃ یقوی بعضہا بعضا لا ینافیہ
لان غایتہ انہ بتسلیم ذلک حسن وہو یطلق علیہ الصحۃ کما بین فی محلہ انتہی اور اگر زیادہ تفصیل منظور ہو
تو رسالہ سبکی مسمی بہ شفاء الاسقام فی زیارۃ سید الانام ملاحظہ کیجیے بغیر تامل و غور و کتب مبنی
کی حدیث حسن کو ضعیف وغیر قابل احتجاج کہہ دینا اہل علم کی شان سے نہین ہی **ثم قال** اس
حدیث کی کوئی اسناد موسی بن ہلال عبدی اور عبد اللہ بن العمری سے خالی نہین ہی اور موسی
بن ہلال عبدی کی نسبت کتب رجال مین مرقوم ہی قال ابو حاتم مجہول قال العقیلی لا یتابع علی
حدیثہ وقال البیہقی انہ منکر اور عبد اللہ بن عمر العمری کی نسبت تہذیب الکمال وغیرہ مین لکہا ہی

انہ لیس بقوی عند اہل الحدیث قال احمد کان یزید فی الاسانید ویخالف وکان یحیی بن سعید یضعفہ قال عبد اللہ بن علی
بن المدینی عن ابیہ ضعیف وقال یعقوب بن شیبۃ فی حدیثہ اضطراب قال النسائی ضعیف الحدیث **اقول**
کتب رجال میں ان دونوں راویوں کی توثیق بھی منقول ہے اور جرح کی رد موجود ہے جرح مبہم کو نقل کرنی
اور توثیق سے چشم پوشی کرنیکی کیا وجہ ہے حافظ ابن حجر لسان المیزان میں بعد نقل کلام ابو حاتم او عقیلی کے
لکھتے ہیں قلت ہو صالح الحدیث روی عنہ احمد والفضل بن سہیل الاعرج احمد بن ابی عروبہ وآخرون انتہی اور وفاء الوفا
باخبار دار المصطفی میں ہے قال الدارقطنی حدثنا المحاملی حدثنا عبید بن محمد الوراق حدثنا موسی بن
ہلال العبدی عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
من زار قبری وجبت لہ شفاعتی قال السبکی کذا فی عدۃ نسخ معتمدۃ من سنن الدارقطنی عبید اللہ
مصغرا وکذا للدارقطنی فی غیر السنن وکذا رواہ غیر الدارقطنی عن غیر المحاملی کما رواہ البیہقی من
طریق محمد بن زنجویہ القشیری قال حدثنا عبید بن محمد بن القاسم بن ابی مریم الوراق حدثنا موسی
بن ہلال العبدی عن عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر الحدیث ورواہ جماعۃ غیر موسی بن ہلال
منہم جعفر بن محمد حدثنا محمد بن ہلال البصری عن عبید اللہ مصغرا رواہ العقیلی ومنہم محمد بن اسمعیل
بن سمرۃ واختلف علیہ فروی عنہ مصغرا کغیرہ وروی عنہ مکبرا وعرض ذلک الحافظ یحیی بن علی
وصوب التصغیر وفی کامل ابن عدی عبد اللہ صح قال السبکی فیہ نظر والذی یترجح عندی عبید اللہ
لتظافر روایات عبید بن محمد کلہا وبعض روایات ابن سمرۃ ویحتمل ان موسی سمع من عبید اللہ
تارۃ وعبد اللہ جمیعا وحدث بہ عن ہذا تارۃ واخری عن ہذا ومن رواہ عن موسی عن عبد اللہ
مکبرا الفضل بن سہل فان صح حمل علی انہ عنہما والمکبر قال احمد صالح وقال ابو حاتم رأیت احمد بن حنبل
یحسن الثناء علیہ وقال ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ قال السبکی وہذا الحدیث لیس فی مظنۃ
الالتباس علیہ لاسناد ولاستناد الرواۃ الی موسی بن ہلال ثقات وموسی قال ابن عدی ارجو
انہ لا باس بہ وقد روی عنہ ستۃ منہم الامام احمد ولم یکن یروی الا عن ثقۃ فلا یضر قول ابی حاتم انہ
مجہول وقول البیہقی بانہ سواء قال عبید اللہ او عبد اللہ فہو منکر عن نافع لم یات بہ غیرہ فہذا یشبہ
بذلک علی انہ لا علۃ لہذا الحدیث الا تفرد موسی بہ وانہم لم یحتملوہ لخفاء حالہ والا فکم من ثقۃ یتفرد بأشیاء
واما بعد قول ابن عدی فی موسی ووجود متابع فانہ یتعین قبولہ ولذلک ذکرہ عبد الحق فی الاحکام

الوسطی والصغری وسکت علیہ انتہی اور بیہقی وفاء الوفاء میں ہے روی البزار من طریق عبداللہ بن ابراہیم
الغفاری حدثنا عبدالرحمن عن ابیہ عن ابن عمر عن النبی علیہ الصلاۃ والسلام قال من زار قبری
حلت لہ شفاعتی قال البزار عبداللہ بن ابراہیم حدث باحادیث لم یتابع علیہا وقال ابوداؤد
منکر الحدیث قال السبکی ہذا الحدیث ہو الاول ولذلک عزاہ عبدالحق للدارقطنی والبزار الا ان
فی الاول وجبت وفی الثانی حلت فلذلک افردتہ والقصد الی تقویتہ الاول بہ فلا یضرہ ما قیل
فی الغفاری وکذا ما قیل فی عبدالرحمن بن زید اذ لیس اجاالی تہمۃ کذب ولا فسق ومثلہ یحتمل فی
المتابعات والشواہد انتہی اور ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں عبداللہ بن عمر بن حفص
بن عاصم بن عمر بن الخطاب العمری المدنی اخو عبیداللہ صدوق فی حفظہ شیء روی عن نافع وجماعۃ
روی احمد بن ابی مریم عن ابن معین لیس بہ باس یکتب حدیثہ وقال الدارمی قلت لابن معین کیف
حالہ فی نافع قال صالح ثقۃ وقال احمد بن حنبل صالح لا باس بہ قال ابن عدی ہو فی نفسہ صدوق انتہی
ملخصا اور ذہبی کاشف مختصر تہذیب الکمال میں لکھتے ہیں عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم العمری
عن اخیہ عبیداللہ وعن نافع والمقبری وعنہ ابنہ عبدالرحمن والقعنبی وابو مصعب قال ابن معین
صویلح وقال ابن عدی لا باس بہ صدوق انتہی اور وفاء الوفاء میں ہے روی النسائی والبزار
والحاکم واللفظ لہ یوشک الناس ان یضربوا اکباد الابل فلا یجدوا عالما اعلم من عالم بالمدینۃ
قال الحاکم قد کان ابن عیینۃ یقول نری ہذا العالم مالک بن انس قال الزرکشی وفی ما حکاہ عن سفیان
نظر لما فی صحیح ابن حبان ان اسحق بن موسی قال بلغنی عن ابن جریج انہ کان یقول انہ مالک بن انس
فذکرت ذلک لسفیان بن عیینۃ فقال انما العالم من یخشی اللہ ولا نعلم احدا کان اخشی من العمری
قال التوربشتی فی شرح المصابیح یعنی عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب کان من
عباد اللہ الصالحین الشاخصین فی بلاد اللہ وعبادہ بالنصیحۃ انتہی ان عبارات سے حدیث
مذکور کی تقویت اور جودت اور رواۃ کے وثاقت معلوم ہو گئی اور جو جرح مولف نے نقل کی
ہی مردود ہو گئی **قال** دوسری حدیث من جاءنی زائرا لا تعملہ الا زیارتی کان حقا علی ان
اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ اسکی اسناد میں مسلمہ بن سالم جہنی اور عبداللہ بن عمر العمری ہی اور عبداللہ
بن عمر العمری کا حال تو معلوم ہو چکا اور مسلمہ بن سالم جہنی کے نسبت کتب اسماء رجال میں لکھا ہی

فاما مسلمة بن سالم الجهني فقال ابو داود السجستاني انه ليس بثقة نص عليه الحافظ في اللسان **اقول**
عبيد الله بن عمر العمري کی توثیق سابقاً لسان المیزان اور میزان اور کاشف اور [illegible]
سے منقول ہو چکی اور جرح اسکی مجروح ہو چکی اور اس حدیث کی حسن ہین کسیطرح کا شبہہ نہین ہے
بلکہ بعض محققین محدثین کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ حدیث صحیح بالاجماع ہی چنانچہ ابن حجر
درمنظم مین لکھتے ہین تضعيفه كلام ابن السكن انه مجمع على صحته بلفظ من جاءني زائرا لا تعمله حاجة الا
زيارتي كان حقا علي ان اكون له شفيعا يوم القيامة وفي رواية من جاءني زائرا كان له حقا
على الله ان اكون له شفيعا يوم القيامة قال السبكي و بتبويب ابن السكن يدل على انه فهم منه ان المراد
بعد الموت او ان ما بعد الموت داخل في العموم وهو صحيح انتهى اور عبارة الوفا میں ہی روى الطبراني
في الكبير والاوسط والدارقطني في اماليه وابو بكر بن المقري في معجمه من رواية مسلمة بن سالم الجهني قال حدثنا
عبيد الله بن عمر عن نافع عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله من جاءني زائرا لا تعمله حاجة الا زيارتي
كان حقا علي ان اكون له شفيعا يوم القيامة وفي معجم ابن المقري بلفظ كان له حقا على الله وقد تابع مسلمة
الجهني موسى بن هلال في شيخه عبيد الله العمري والطرق كلها في رواية متفقة على عبيد الله بالتصغير الثقة
الا ان مسلم بن حاتم الانصاري رواه عن مسلمة عن عبد الله مكبرا واورد الحافظ ابن السكن هذا الحديث
في باب زيارة قبر النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم من كتابه المسمى بالسنن الصحاح المأثورة عن رسول الله
وهو حافظ ثقة مات بمصر سنة ثلاث وخمسين وثلث مائة وكتابه هذا محذوف الاسانيد ومقتضى
ما شرط في خطبته ان يكون هذا الحديث قد اجمع على صحته ولذلك نقل جماعة منهم الحافظ زين الدين
العراقي انه صححه فاما ان يكون ثبت عنده من غير طريق مسلمة او ارتقى الى ذلك بكثرة الطرق انتهى
قال تیسری حدیث من حج وزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي اس حدیث کی
اسناد مین حسن بن الطیب و حفص بن سلیمان ہی فاما حسن بن الطيب فقال البرقاني انه ذاهب
الحديث وقال الدارقطني لا يساوي شيئا يحدث بما لا يسمع وعن مطين انه كذاب اما حفص بن سليمان
فكان واهيا في الحديث وقال عبد الله بن احمد عن ابيه انه متروك الحديث وقال ابن معين ليس بثقة
وقال البخاري تركوه وقال ابو هيثم متروك لا يحتج به وقال ابن خراش كذاب يضع الحديث كذا في
ميزان الاعتدال للذهبي **اقول** عبارت میزان میں یہ ہی قال عبد الله بن احمد عن ابيه انه

منکر لسان الحدیث فہذہ روایۃ ابن ابی حاتم عن عبد اللہ واما روایۃ ابی علی الصوّاف عن عبد اللہ
عن ابیہ انہ قال صالح مولف نے روایت توثیق کو بالکل حذف کر کے کلام کو منتظم کر دیا اور
علامۂ برہان الدین ابو الوفاء الحلبی تلمیذ حافظ زین الدین العراقی اپنے رسالہ الکشف الحثیث
عمن رمی بوضع الحدیث میں لکھتے ہیں حفص بن سلیمان ہو حفص بن ابی داؤد ابو عمرو الاسدی
صاحب القراءۃ قال ابو خراش کذاب قال وکیع ثقۃ انتہی اور سبکی نے رسالہ شفاء الاسقام
فی زیارۃ سید الانام میں حفص بن سلیمان کی توثیق کو جرح پر مرجح کیا اور حدیث مذکور کو مقبول
لکھا وفاء الوفا میں ہے روی الدارقطنی والطبرانی فی الکبیر والاوسط وغیرہما من طریق حفص
بن ابی داؤد وسلیمان القاری عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج فزار
قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی ورواہ ابن الجوزی فی مثیر الغرام وابن السکن من طریق
الحسن بن الطیب حدثنا علی بن حجر حدثنا حفص بن سلیمان عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی وصحبنی قال ابن عساکر تفرد بقولہ
وصحبنی الحسن بن الطیب عن علی بن حجر وفیہ لفظ وہی زیادۃ منکرۃ قال السبکی لم ینفرد بہا ابن الطیب
فقد رواہ کذلک ابن عدی فی کاملہ من طریق الحسن بن سفیان عن علی بن حجر بالسند المتقدم
ورواہ ابو یعلی من طریق حفص بن سلیمان عن کثیر عن لیث بن ابی سلیم عن مجاہد عن ابن عمر
بدون قولہ وصحبنی والتشبیہ من صحبہ لا یقتضی التشبیہ من کل وجہ وروی لبعض الحفاظ المعاصر
لابن مندۃ ہذا الحدیث من طریق حفص بن سلیمان عن لیث بلفظ من حج فزارنی فی مسجدی
بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی قال السبکی وحفص بن ابی داؤد وثقہ احمد ثم روی لک
عنہ بطریق الیقین قال و ذلک مقدم علی من روی عنہ تضعیفہ وضعفہ جماعۃ وہو لم ینفرد بہذا الحدیث
ودعوی البیہقی انفرادہ بحسب اطلاعہ فقد جاء فی الکبیر والاوسط للطبرانی متابعۃ فانہ رواہ من
طریق عائشۃ بنت یونس امرأۃ اللیث عن لیث عن مجاہد عن ابن عمر انتہی **قال** جوینی حدیث
من حج حجۃ الاسلام وزار قبری وغزا غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسألہ اللہ عما افترض
علیہ فوائد مجموعہ میں لکھا ہے قال فی الذیل باطل **اقول** اس حدیث کو ابو الفتح ازدی نے
روایت کیا ہے طریق عمار سے قال حدثنی خالی سفیان عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ عن

عبداللہ کی قال قال رسول اللہ من حج حجۃ الاسلام الحدیث تسبکی شفاء الاسقام مین لکھتے ہین
عمار بن محمد ابن اخت سفیان روی لہ مسلم والحسن بن عثمان الزیادی موثق والراوی عنہ ما علمت
حالہ وابو الفتح من اہل العلم والفضل کان حافظا ذکرہ الخطیب وابن السمعانی واثنی علیہ محمد بن جعفر
بن علان انتہی **قال** پانچوین حدیث من وجد سعۃ فلم یزرنی فقد جفانی شوکانی فوائد مجموعہ
مین لکھتا ہی رواہ ابن عدی والدارقطنی فی غرائب مالک وابن حبان فی الضعفاء وابن الجوزی
فی الموضوعات **اقول** توثیق اس حدیث کی کہ معنی متحد ہی ساتھ حدیث من حج ولم یزرنی فقد
جفانی کی عنقریب مذکور ہوتی ہی **قال** چھٹی حدیث من زارنی وزار ابراہیم فی عام واحد دخل
الجنۃ فوائد مجموعہ مین مسطور ہی قال ابن تیمیۃ والنووی انہ موضوع لا اصل لہ قالہ السیوطی فی
الذیل **اقول** مقاصد مین بہی اس حدیث کو موضوع لکھا ہی عبارت اوسکی یہ ہی حدیث من زارنی
وزار ابراہیم فی عام واحد دخل الجنۃ قال ابن تیمیۃ انہ موضوع ولم یروہ احد من اہل العلم بالحدیث
وکذا قال النووی فی آخر الحج من شرح المہذب ہو موضوع لا اصل لہ اور اسیطرح ملا علی قاری نے تذکرۃ الموضوعات
مین لکھا ہی والعلم عند اللہ **قال** ساتوین حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی فواید مجموعہ مین مذکور ہی قال
الصغانی موضوع وکذا بلفظ من حج فلم یزرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی ایضا موضوع وکذا قال الزرکشی
وابن الجوزی اور ذہبی نے میزان مین لکھا ہی قال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن محمد بن النعمان
بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر مرفوعا من حج فلم یزرنی فقد جفانی ہذا موضوع
خلاصہ مین لکھا ہی رواہ ابن عدی وجماعۃ بلفظ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ولا یصح ابن طاہر فتنی نے
تذکرہ مین لکھا ہی قال الصغانی ہو موضوع وفی اللآلی قال الزرکشی ہو ضعیف وبالغ ابن الجوزی
فذکرہ فی الموضوعات محمد بن عبد الہادی معروف بابن قدامہ نے صارم مین لکھا ہی ہذا حدیث
منکر جدا لا اصل لہ بل ہو من المکذوبات والموضوعات وہو کذب موضوع مختلق علیہ لم یحدث
بہ قط ولم یروہ الا من جمع الغرائب والمناکیر اسکی سند مین محمد بن محمد بن نعمان واقع ہی اوسکی
نسبت تقریب التہذیب مین مرقوم ہی محمد بن محمد بن النعمان بن شبل الباہلی البصری متروک
انتہی اور حافظ ابو الحسن دارقطنی نے حواشی کتاب ابن حبان مین کہا ہذا حدیث غیر محفوظ عن النعمان
بن شبل الا من روایۃ ابن ابنہ والطعن فیہ علیہ لا علی النعمان انتہی اور حافظ موسی بن ابراہیم نے

کہ ائمہ جرح و تعدیل سے ہی اوسکو متہم بالکذب والوضع جانا **اقول** مخفی نہ ہے کہ محدثین چند فرقہ پر متفرق ہین ایک فرقہ وہ محدثین کہ احادیث کے لکھنے مین نہایت تساہل کرتے ہین اور احادیث موضوعہ کو بھی درج تصانیف کرتے ہین اور غیر صحیحہ کو صحیح بنا لیتے ہین دوسرا فرقہ وہ لوگ کہ مسلک تحقیق پر چلتے ہین نہ موضوع کو صحیح لکھتے ہین اور نہ ضعیف کو موضوع بناتے ہین اور حکم موضوعیت و عدم موضوعیت سے بغیر تحقیق رجال کے خوف رکہتے ہین اور تیسرا فرقہ وہ لوگ ہین کہ تشدد مزاج ہین کہتے ہین احادیث صحیحہ کو ادنی قدح راوی سے موضوع لکھدیتے ہین اور احادیث ضعیفہ و منکرہ پر بغیر خوف و خطر حکم وضع کا دیتے ہین اور رب النوع اس فرقہ کے محدث ابن جوزی ہین کہ اونہون نے صدہا احادیث ضعیفہ کو بادنی قدح راوی موضوع لکھدیا بلکہ احادیث حسان و صحاح کو مثل حدیث صلاۃ التسبیح کہ جامع ترمذی وغیرہ مین مروی ہی و حدیث ردشمس وغیرہ موضوع کہدیا اور اسقدر نہ سمجھے کہ جس طرح حدیث کاذب روایت کرنا منع ہی اوسیطرح نے باک ہوکر حدیث ضعیف کو یا صحیح کو موضوع کہدینا گناہ ہی اور اسیوجہ سے محققین محدثین باب وضع مین ابن جوزی کے قول کا اعتبار نہین کرتے ہین اور جابجا اونپر تشنیع بلیغ کرتے ہین حافظ ابن الصلاح مقدمہ اصول حدیث مین لکھتے ہین ولقد اکثر الذی جمع فی ہذا العصر الموضوعات فی نحو مجلدین فاودع فیہا کثیرا مما لا دلیل علی وضعہ و انما حقہ ان یذکر فی مطلق الاحادیث الضعیفۃ انتہی حافظ عراقی شرح الفیہ مین لکھتے ہین اراد ابن الصلاح بالجامع المذکور ابا الفرج ابن الجوزی انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین کہتے ہین ربما ادرج ابن الجوزی فی الموضوعات الحسن والصحیح مما ہو فی احد الصحیحین فضلا عن غیرہما وہو توسع منکر ینشا عنہ غایۃ الضرر من ظن ما لیس بموضوع موضوعا مما قد یقلدہ فیہ تحسینا للظن بہ و کذا انتقد العلماء صنیعہ اجمالا والموقع لہ استنادہ فی غالب بضعف راویہ الذی رمی بالکذب مثلا غافلا عن مجیئہ من وجہ آخر و ربما یکون اعتمادہ فی التفرد قول غیرہ ممن یکون کلامہ فیہ محمولا علی النسبی ہذا مع ان تفرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد الاستقصار فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلک لذلک کان الحکم من المتاخرین عسیر جدا بخلاف الائمۃ المتقدمین الذین منحہم اللہ التبحر فی علم الحدیث والتوسع

فی حفظہ کشعبۃ وابن القطان وابن مہدی ونحوہم مثل احمد وابن المدینی وابن معین وابن راہویہ ثم اصحابہم مثل البخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وہکذا الی زمن الدارقطنی والبیہقی کذا قال العلائی ثم من العجب ایراد ابن الجوزی فی کتابہ العلل المتناہیۃ کثیرا مما اوردہ فی الموضوعات کما اورد فی الموضوعات کثیرا من الاحادیث الواہیۃ بل قد اکثر فی اکثر تصانیفہ الوعظیۃ وما اشبہہا من ایراد الموضوع وشبہہ انتہی اور اسیطرح علامہ زکریا انصاری فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی مین لکھتے ہین اور خاتمۃ الحفاظ جلال الدین السیوطی نے موضوعات ابن جوزی کو ملخص کیا ہی اور اسمین جا بجا ابن جوزی پر تعقب کیا ہی اور اسیطرح مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد مین بھی ابن جوزی پر چند جا تشنیع کی ہے اور حافظ ابن حجر بھی اپنی تصانیف مین جا بجا ابن جوزی پر طعن کرتے ہین اور اوسکے حکم وضع کو غیر مقبول سمجھتے ہین اور منجملہ مقلدین ابن جوزی کے صاحب سفر السعادۃ ہین کہ احادیث صحیحہ کو ثابت نشدہ لکھتے ہین اور ہرگز خوف وخطر نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ مین تحریر کرتے ہین بدانکہ شیخ مصنف درین خاتمہ بسیار توغل نمودہ ومبالغہ کار فرمودہ است وتقلید بعضی ازین قوم کہ متوغل اند درین باب کردہ بر جملہ احادیث جرح طعن کردہ است بر بعض حکم بعدم صحت کردہ و بر بعض بعدم ثبوت و بر بعض حکم بوضع وافترا نمودہ حال آنکہ دران میان احادیث ہست کہ در کتب معتبرہ مذکور ہست ونزد کبرای علمای دین از فقہا ومحدثین مقبول انتہی اور بعد ایک ورق کے لکھتے ہین باید دانست کہ از ارباب انتقاد احادیث جماعہ اند کہ درین باب غلو وافراط دارند وبراہ تعصب وتعجیل روند بادنی توہمی وشائبہ وہمی نسبت بوضع کنند وبدان مبادرت نمایند مثل ابن جوزی وامثال وی بجہت آنکہ بعض مردم در بعض روات حدیث تکلم کردہ مثل آنکہ گفتہ فلان ضعیف یا لیس بقوی یا متروک یا مطعون وامثال آن حکم بوضع کردہ انتہی اور بعد چند سطور کے لکھتے ہین مصنف خود در رسالہ النقد الصحیح لما اعترض علیہ من احادیث المصابیح گفتہ است کہ حکم بر حدیث بوضع بغایت عسیر ست زیراکہ صورت نہ بندد مگر بعد از جمع طرق وکثرت تفتیش وتحقیق آن کہ این متن را جز این طریق واحد کہ بروی طعن کردہ شدہ است طریقی دیگر نبود ووجود قرائن کثیرہ کہ باعث شود حافظ متبحر را بر جزم بکذب واین در نہایت تعسر

واشکال ست انتہی اور منجملہ مبالغین کے محدث وقت حسن بن محمد الصغانی ہین کہ دو رسالہ موضوعات مین تصنیف کرکے بہت احادیث ضعیفہ کو موضوع لکھدیا سخاوی شرح الفیہ مین لکھتے ہین

ومن افرد بعد ابن الجوزی کراستہ الرضی الصغانی اللغوی ذکر فیہا احادیث من الشہاب للقضاعی والنجم للاقلیشی وغیرہما کالاربعین لابی ودعان وفضائل العلماء لمحمد بن سرور البلخی والوصیۃ لعلی ابن ابیطالب وخطبۃ الوداع وآداب النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم واحادیث ابی الدنیا الاشج ونسطور ونعیم بن سالم ونسخۃ سمعان عن انس وفیہا الکثیر ایضا من الصحیح والحسن والضعیف بما فیہ ضعف یسیر انتہی

اور منجملہ مبالغین کے جوزقانی ہین سخاوی لکھتے ہین وللجوزقانی ایضا کتاب الاباطیل اکثر فیہ من الحکم بالوضع لمجرد مخالفۃ السنۃ قال شیخنا وہو خطاء الاان تعذر الجمع انتہی اور منجملہ مبالغین کے علامہ عصر خود احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ ہین منہاج السنۃ فی رد منہاج الکرامۃ للحلی مین کتنی احادیث غیر موضوعہ کو موضوع بنادیا اور احادیث حسان کو باطل لکھدیا ابن حجر لسان المیزان مین لکھتے ہین طالعت

رد ابن تیمیۃ علی الحلی فوجدتہ کثیر التحامل فی رد الاحادیث التی یوردہا ابن المطہر الحلی ورد فی ردہ کثیرا من الاحادیث الجیاد انتہی اور منجملہ مبالغین کے جلال الدین سمہودی ہین ایک رسالہ انکا موضوعات مین مسمی بہ غماز علی اللماز تصنیف ہی اوسمین ضعیف اور حسن پر بہی موضوع کا حکم سخیف ہی چنانچہ اوسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا اور منجملہ مبالغین کے قاضی محمد شوکانی ہین کہ فوائد مجموعہ مین ابن جوزی اور جوزقانی وغیرہ کی متابعت سے جابجا حکم وضع کا دیتے ہین اور احادیث حسان کو موضوعات مین شمار کرتے ہین ہرگاہ ان مبالغین کا حال ظاہر ہوگیا پس حکم وضع حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی کا جو مولف نے انسے نقل کیا ہی پایۂ اعتماد سے ساقط ہوگیا اور ذہبی کی میزان سے جو حکم وضع نقل کیا ہی شاید لسان المیزان کو ملاحظہ نہین کیا کہ اوس مین اسکی وجہ موجود ہی عبارت اوسکی یہ ہی

النعمان بن شبل الباہلی البصری عن ابی عوانۃ ومالک قال موسی بن ہارون کان متہما وقال ابن حبان یاتی بالطامات وقال ابن عدی حدثنا علی بن اسحق حدثنا محمد بن النعمان بن شبل حدثنی ابی حدثنی مالک عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ من حج ولم یزرنی فقد جفانی ہذا موضوع وحدثنا احمد بن الحسن حدثنا محمد بن محمد بن النعمان بن شبل بسندہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلوۃ القاعد علی النصف قلت حدیث ابن عمر لم یقل ابن عدی انہ موضوع وانما ہو

کلام المصنف وتبع فی ذلک ابن الجوزی فانہ اوردہ فی الموضوعات وقد قال ابن عدی فی آخر
ترجمۃ النعمان لم ار فی حدیثہ حدیثا قد جاوز الحد وقال فی اول ترجمۃ حدثنا صالح بن احمد بن ابی مقاتل
حدثنا عمران بن موسی حدثنا النعمان بن شبل وکان ثقۃ انتہی اور سبکی نے اس حدیث کو مقبول لکہا
اور طعن کو مطعون کیا چنانچہ شفاء الاسقام مین لکہتے ہین عن موسی بن ہارون ان النعمان متہم
وہذہ التہمۃ غیر معتبرۃ فالحکم بالتوثیق مقدم علیہا والحدیث ذکرہ الدارقطنی فی غرائب مالک وقال تفرد
بہ ہذا الشیخ وذکر ابن الجوزی لہ فی الموضوعات سوء کذا فی وفاء الوفا اور در منظم مین ہی حدیث
من حج ولم یزرنی نقد جفانی رواہ ابن عدی بسند یحتج بہ وقول الدارقطنی انہ منکر انما ہو من حیث
تفرد احد رواتہ کما اشار الیہ ابن عدی وغیرہ لا من حیث المتن وقول ابن حبان انہ یاتی عن الثقات
بالطامات مبالغۃ فی الانکار وذکر ابن الجوزی فی الموضوعات اساءۃ منہ وغایۃ امرہ انہ غریب
قال السبکی ومما یجب ان یتنبہ لہ ان حکم المحدثین بالانکار والاستغراب قد یکون بحسب تلک الطریق فلا
یلزم من ذلک ردّ متن الحدیث فلا جرم قبلنا کلام الدارقطنی ورددنا کلام ابن الجوزی انتہی اور لیوطی
نے جو جرح محمد بن محمد بن النعمان کی تقریب سے نقل کی ہی اوس سے موضوع ہونا حدیث کا لازم نہین آتا ہی
غایۃ ما فی الباب یہ ہی کہ ضعیف ہو اور اصل حکم کرنا اسکی وضع کا جیساکہ مولف نے نقل کیا ہی بڑی ہیبالکی
ہی **قال** اب جاننا چاہیے کہ واجب یا قریب بواجب کہنا غلط ہی کیونکہ وجوب یا قریب بوجوب
کے دلیل نہین ہو سکتی ہی مگر وہی حدیث جسمین جفانی کا لفظ آیا ہی اور اوسکے ضعف وموضوعیت
کا حال ابہی واضح ہو پس یہ حدیث لائق احتجاج کے ہرگز نہین ہو سکتی **اقول** حکم غلط کا غلط ہی
کیونکہ وجوب کا ثبوت بدلائل عقلیہ ونقلیہ بخوبی ہو سکتا ہی اور حدیث جفانی کی قوت ووثاقت کا
حال ابہی معلوم ہو چکا حکم موضوع ہونیکا اوسکے مردود ہو چکا اور تعجب ہی مولف سے کہ سابقا
در مختار کی عبارت سے تضعیف قول وجوب کے قائل ہوئے اور یہان حد سے تجاوز کر کے
غلط لکہنے لگے اور حصر ثبوت وجوب کا حدیث جفانی پر کرنے لگے تراویح کے باب مین ابن ہمام
کے قول پر کہ اونکے قلم کی لغزش سے حکم ندب رکعات زائدہ کا آٹہہ پر نکل گیا اعتماد کیا اور یہان
سکوت ابن ہمام سے قول وجوب پر اعتراض کیا اسکی کیا وجہ ہی دو حال سے خالی نہین یا تو
مقلد امام ابوحنیفہ کے ہین یا نہین اگر ہین تو حکم غلط کا کسی حنفی نے نہین دیا اور اگر نہین ہی تو مفت

جمہور کو کیون بدنام کیا **قال** اور جو کوئی مدعی وجوب یا قریب بوجوب کا ہو اوسکو چاہیے کہ اس حدیث کی رجال کی توثیق کرے اور اوسکی صحت یا حسن کا ثبوت پونہچاوے ورنہ خرط القتاد **اقول** جو امر مطلوب ہے وہ ہو چکا اب کہان مفر ہے نظر انصاف سے دیکھیے اور اپنے قول سے رجوع کیجیے **قال** پس استحباب زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ثابت ہوا اور ظاہر ہوا کہ دعوی وجوب یا قریب بوجوب محض بلا دلیل ہے **اقول** نہ نہ بلکہ وجوب ثابت ہوا اور دعوی وجوب کا مدلل ہو گیا اب کیا منظور ہے **قال** اور مستحب کا حکم یہ ہے کہ اوسکے کرنیوالے کو ثواب ملتا ہے اور اوسکے تارک پر ملامت نہین ہوتی بلکہ اوسکے ترک مین کسیطرح کی کراہت تک بھی نہین ہے ردالمحتار مین مرقوم ہے قال فی الامداد حکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک ولا یکرہ تنزیہا فی البحر لا انتہی اور یہی اوسمین مرقوم ہے قال فی البحر ہناک ولا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہتہ اذ لابد لہا من دلیل خاص **اقول** وہذا ہو الظاہر اذ لاشبہتہ ان النوافل من الطاعات کالصلوۃ والصوم ونحوہما فعلہما اولی من ترکہا بلا عارض ولا یقال ان ترکہا مکروہ تنزیہا **اور** اوسکا مستحب ہونا بھی ثابت نہ ہو سکا تو حکم اوسکا بیان کرنا بے فائدہ واقع ہوا **قال** افسوس ہے اون لوگون کے حال پر جو حدیث موضوع سے سند لا کر اونپر جو حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور بسبب عذر معقول کے زیارت قبر آنحضرت سے بہرہ اندوز نہونے پائے اور داغ حسرت حرمان نصیبی اپنے ساتھ لائے اور بشرط استطاعت ارادہ مصمم زیارت حرمین شریفین کا رکھتے ہین طعن وتشنیع کرتے ہین اور اونکو ظالم ٹھہراتے ہین اور کلمات ناملائم اونکے حق مین زبان پر لاتے ہین اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ تارک مستحب اگرچہ بلا عذر ہو شرعا ہرگز لائق ملامت نہین چہ جائیکہ عذر معقول موجود ہو اور اگر حدیث موضوع اس بات کے ثبوت کے لیے کافی سمجھی جاوے تو یہ حدیث اون تمام اہل استطاعت کے ظالم ہونے پر دلالت کرتی ہے جو زیارت کو نہین گئے چاہیے حج کو گئے ہون یا نہین **اقول** افسوس ہے اون لوگون کے حال پر جو مکہ معظمہ جاتے ہین اور باوجود قرب کے اور متکفل ہونے بعض عمائد کے اور سمجھانے رفقا و فضلا کے مدینہ منورہ نہین جاتے ہین اور عند التقریر نہایت بےباک ہو کے کہتے ہین کہ زیارت کچھ امر ضرور نہین ہے مستحب ہے چاہے جاوے اور چاہے نجاوے اور بظاہر کوئی عذر اونکو نہین ہوتا ہے نہ شرعا اور نہ عرفا پھر جب

مراجعت کرتے ہین اور ہر صغیر و کبیر ملامت کرنا شروع کرتا ہی تو متوجہ استحباب کے اثبات کیطرف ہوتے ہین اور جمہور حنفیہ پر افترا کرتے ہین اور احادیث صحیحہ اور حسنہ کو موضوع و باطل ٹھہراتے ہین اگر نہین گئے کاش نہ اہست ہوتی اور سکوت کرتے تو بہتر ہوتا عوام کو استحباب ثابت کرکے اور احادیث کو لغو ٹھہرا کے خراب کرنے مین کیا فائدہ ہی نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا ہذا آخر الکلام فی ہذا المقام ومن اللہ التوفیق وبہ الاعتصام وکان فی لک لیلۃ الجمعۃ الثامنۃ عشر من شہر جمادی الثانیۃ سنۃ لتسع وثمانین بعد الالف والمائتین من ہجرۃ سید الثقلین علیہ وعلی آلہ صلوۃ رب المشرقین ؎

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین اما بعد مخفی نرہے کہ اس زمانہ مین عجب طرح کے عقائد فاسدہ شائع ہوتے ہین کہ دیکھنے والے اوسکے حیرت زدہ ہوتے ہین اور وہ لوگ جو اہل علم سے معدود ہین ایسے امور شائع کرتے ہین کہ عوام اونسے گمراہ ہوتے ہین منجملہ اونکے ایک یہ امر ہوا کہ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کہ مدرسہ اکبر اباد مین مدرس ہین حرم محترم کو واسطے تحصیل سعادت کے تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج کے جعبت قہقری کر کے چلے آئے اور باوجود تفہیم عوام وخواص کے مدینہ منورہ کیطرف قصد نہ کیا خدا جانے اسمین اونہون نے کیا فائدہ سوچا جب اکبر اباد مین تشریف لائے اور یہ امر شہرت پذیر ہوا ہر طرف سے اسکا شور ہوا مولوی صاحب موصوف نے ایک رسالہ مسمی بالقول المحقق المحکم لکھا اور اسمین زیارت نبوی کو مستحب ٹھہرایا اور احادیث نبویہ کو جو باب زیارت مین وارد ہین ازراہ افراط باطل وعاطل بنایا جب وہ رسالہ شائع ہوا دیکھنے والون کو سخت تعجب ہوا مولوی صاحب نے ایسی چشم پوشی اظہار حق مین فرمائی اور ایسی نقل عبارات مین قطع وبرید کی کہ کسیکو پسند نآئی بنظر اسکے کہ عوام گمراہ نہو وین اور اونکی رسالہ کی معاینہ سے پریشان نہو وین فاضل لوذعی عالم المعی مولوی عبد الجبار صاحب ملکاپوری نے ایک رسالہ مسمی بالکلام المبرم فی نقض القول المحقق المحکم تالیف کیا انظاہر اس رسالہ مین شرح ہی اونکی الحقیقت جرح ہی امید ارباب انصاف سے یہ ہی کہ بچشم غور ملاحظہ فرمائین اور تشہیر امور غیر معتمدہ سی باز آئین نظر بران حسب فرمایش مصنف ممدوح بطرز خوب وتقطیع کاغذ مرغوب خوش وضع وخوش قطع اس عاصی پر معاصی محمد علی بخش خان مالک مطبع علوی نے چہاپ کر پیشکش اہل سلام کیا فالحمد للہ اولا وآخرا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ؎

کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین

ایک شخص دعوی کرتا ہی اس بات کا کہ چھہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے موجود وتحقیق ہین
اور مثلیت سے یہ غرض رکھتا ہی کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آپکے
جمیع صفات وماہیت مین اور پیش کرتا ہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب درمنثور
وغیرہ سے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم
وموسی کموسکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم آیا یہ قول اوسکا یعنی موجود وتحقق ہونا امثال حضرت
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہی
یا خلاف اہل سنت والجماعت کے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی اوسکا کیا حال ہی اوس سے
یہ عقیدہ ثابت ہی یا نہین بینوا توجروا فقط

ہو المصوب

اولاً جاننا چاہیے کہ حدیث مذکور صحیح السند اور معتبر ہے ارباب تحقیق نے اوسکی توثیق کی ہی
حافظ جلال الدین سیوطی تخریج احادیث شرح مواقف مین لکھتے ہین روی الحاکم فی مستدرکہ
عن ابن عباس فی قولہ تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض
نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وقال صحیح انتہی اور علامہ
بدر الدین شبلی حنفی آکام المرجان فی احکام الجان مین لکھتے ہین قال الحاکم حدثنا احمد بن یعقوب
الثقفی حدثنا عبید حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس قال
ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم
وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاہد قال الحاکم حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا
ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی خلق
سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط
البخاری ومسلم انتہی وثانیاً سمجھنا چاہیے کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہونا اور اوسمین مخلوقات
الہی کا موجود ہونا چند احادیث سے ثابت ہی اور مذہب محققین کا بھی یہی ہی حافظ ابن حجر فتح الباری

شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں قال الداودی فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن دلالۃ علی ان الارضین
بعضہا فوق بعض ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع متجاورۃ وحکی ابن التین
عن بعضہم ان الارض واحدۃ قال وہو مردود بالقرآن والسنۃ قلت لعلہ القول بالتجاور والا فیصیر صریحا
فی المخالفۃ ویدل للقول الظاہر ما رواہ ابن جریر من طریق شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن
عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق ہکذا اخرجہ
مختصرا واسنادہ صحیح واخرجہ الحاکم والبیہقی من طریق عطاء عن ابی الضحی مطولا واولہ سبع ارضین فی کل
ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ وظاہر قولہ تعالی ومن الارض مثلہن یرد علی اہل الہیئۃ فی قولہم ان لا مسافۃ بین کل ارض وارض
وقد روی احمد والترمذی من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا ان بین کل سماء وسماء خمسمائۃ عام وان بین
کل ارض وارض خمسمائۃ عام اخرجہ اسحق بن راہویہ والبزار من حدیث ابی ذر نحوہ انتہی ملخصا اور علامہ
شہاب الدین خفاجی حنفی حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں الذی نعتقدہ ان الارض سبع کالسموات
ولہا سکان من خلقہ یعلمہم اللہ انتہی اور سلیمان جمل حاشیہ جلالین میں لکھتے ہیں ذکر اللہ تعالی ان
السموات سبع طبقات ولم یات للارض فی التنزیل عدد صریح لا یحتمل التاویل الا قولہ تعالی ومن الارض
مثلہن وقد اختلف فیہ فقیل ای فی العدد لان الکیفیۃ والصفۃ مختلفۃ بالمشاہدۃ والاخبار فتعین العدد
وقیل مثلہن ای فی الغلظ وما بینہن وقیل ہی سبع الا انہ لم یفتق بعضہا عن بعض قالہ الماوردی والصحیح ہو
الاول وانہا سبع کالسموات انتہی اور ثعلبی عرائس میں تحریر کرتے ہیں روی عن عبد اللہ بن سمرہ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم انہ قال بین کل ارض الی التی تلیہا مسیرۃ خمس مائۃ عام وہی سبع
طبقات الارض الثانیۃ سجن الریح ومنہا تخرج الریاح المختلفۃ وفی الارض الثالثۃ خلق وجوہہم کوجوہ بنی آدم
وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کایدی الانس وارجلہم کارجل البقر وآذانہم کآذان البقر واشعارہم
کصوف الضأن لا یعصون اللہ طرفۃ عین نہارہم لیلنا ونہارنا لیلہم والارض الرابعۃ فیہا حجارۃ
الکبریت التی اعدہا اللہ لاہل النار یسجر بہا جہنم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم والذی نفسی بیدہ
ان فیہا اودیۃ من کبریت لو ارسل اللہ فیہا الجبال الرواسی لماعت والارض الخامسۃ فیہا عقارب
اہل النار والسادسۃ فیہا دواوین اہل النار واعمالہم واسمہا سجین والسابعۃ مسکن ابلیس وجنودہ انتہی ملخصا

اور فاضل محمد بن احمد بن ایاس حنفی بدائع الدہور فی وقائع الدہور مین لکھتے ہین قال وہب
بن منبہ لما خلق اللہ الارض کانت طبقۃ واحدۃ ففتقہا فصیرہا سبعا کما فعل فی السموات
وجعل بین الطبقۃ والطبقۃ مسیرۃ خمسمائۃ عام وہو قولہ تعالی ففتقنا ہما وجعلہا سبعا فکان اسم
الطبقۃ العلیا ادیما والثانیۃ بسیطا والثالثۃ ثقیلا والرابعۃ بطیحا والخامسۃ صبنا والسادسۃ
ماسکۃ والسابعۃ الثری وسکان الارض الثانیۃ امم یقال لہم الطلس وطعامہم من لحومہم وشرابہم
من دمہم والطبقۃ الثالثۃ سکانہا امم وجوہہم کوجوہ بنی آدم وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کایدی
بنی آدم وارجلہم کارجل البقر وعلی ابدانہم شعر کصوف الغنم وہو لہم ثیاب والطبقۃ الرابعۃ سکانہا
امم یقال لہم الحام لیس لہم اعین ولا اقدام بل لہم اجنحۃ کاجنحۃ القطا والخامسۃ بہا امم یقال
لہم الخشن وہم کامثال البغال ولہم اذناب کل ذنب نحو ثلث مائۃ ذراع والسادسۃ بہا امم یقال
لہم الحتوم وہم سود الابدان ولہم مخالیب کمخالیب السباع ویقال ان اللہ تعالی یسلطہم علی یاجوج
وماجوج حین یخرجون فیہلکہم والطبقۃ السابعۃ فیہا مسکن ابلیس وجنودہ من المردۃ والشیاطین
انتہی ملخصا وثالثا معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ طبقات باقیہ مین انبیا کا ہونا بھی ثابت ہی چنانچہ حدیث
مذکور کہ صحیح ہی دلالت کرتی ہی اور قرآن پاک مین ہی ولکل قوم ہاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی
مبعوث ہوا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے واسطے ایک راہ نما مقرر ہوا ہی پس ہرگاہ طبقات
باقیہ مین وجود مخلوقات الہی کا ثابت ہی اور کوئی مخلوق حق تعالی کی مہمل نہین چھوڑی گئی لابد ہی
کہ وہان بھی راہ نما ہونگے اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی یہ بات ثابت ہی کہ حضرت
جبریل طبقات باقیہ مین بھی وحی لے جاتی تھی چنانچہ تفسیر جلالین مین لکھتے ہین اللہ الذی خلق سبع
سموات ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض ینزل
بہ جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی ہرگاہ یہ تین امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجھنا چاہیے
کہ لفظ نبی کہنے سے اگرچہ ایک نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ مین ثابت لیکن اوسکا مثل
ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ثابت نہین ہو سکتا اسواسطے کہ کلام
عرب مین کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہی اور تشبیہ مین لازم نہین ہی کہ مشبہ بہ مثل یا اقوی ہو
مشبہ سے بلکہ کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالی فرماتا ہے

الله نور السموات والارض مثل نوره کمشکوٰۃ فیہا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ
دی ہی ساتھ نور مشکوٰۃ کے اور ظاہر ہی کہ نور الٰہی بدرجہا اس نور سے اعلیٰ و احسن ہی چہ نسبت
خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کم سے یہ امر ہرگز نہین ثابت ہی کہ خاتم الانبیاء طبقات باقیہ کا
مثل خاتم الانبیاء اس طبقہ کے ہی بلکہ یہ تشبیہ فقط التعلیم و التفہیم کے واسطے ہی اس غرض سے کہ
جس طرح سے یہ خاتم الرسل اس طبقہ مین ہی اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ مین ہونا یہ کہ وہ
خاتم مثل اس خاتم کے ہی بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل
ہمارے خاتم الانبیاء کے نہین ہی کیونکہ اسی حدیث مین لفظ آدم کا ذکر ہی وارد ہی اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ کے اولاد ہمارے آدم کی نہین ہین بلکہ دوسرے آدم کے
اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم اس عالم تمام مخلوقات سے حتی کہ ملائکہ سے بھی
افضل ہی اور آیہ ولقد کرمنا بنی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا اتفاق ہی
اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن
پاک مین اونکا ذکر ہی اونسے مراد انبیاء اسی طبقہ کے ہین نہ انبیاء طبقات باقیہ کے اور حدیث
صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین
اب یہان سے دو مقدمے ممہد ہوئے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیاء تمام اولاد آدم سے
افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل ہی بعد ترکیب ان دونون
مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیاء افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیاء
طبقات باقیہ کے ساتھ ہمارے خاتم الانبیاء کے کیسی ثابت ہوگی علاوہ یہ ہی کہ مماثلت
مین اتحاد ماہیت و اتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن
یا فرشتہ کے مماثل نہین کہلاتا ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول ہوئی
معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہی اور یہ امر نصوص قطعیہ
سے ثابت ہی کہ نبی ہر قوم کا اوسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا است وسکے ساتھ ارتباط پیدا
کرے اور اوسکی متابعت کرے اسیواسطے بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث
نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیاء مخلوقات طبقات باقیہ کے اونہین کی صنف سے اور اونہین کی

جنس سے ہون گے اور ہمارے خاتم الانبیاء ہماری جنس سے ہین پس دونو خاتم ہین مماثلت
کہ عبارت ہی اتحاد صنف وصفات سے کیونکر ہوگی آرے اسقدر مین دونو شریک ہین کہ ہمارے
نبی خاتم انبیاء اس طبقہ کے ہوئے اور طبقات باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوئے
لیکن مجرد اس شرکت سے مماثلت کا اطلاق درست نہین ہی الحاصل حدیث مذکور صحیح ہی اور عقیدہ
موجود ہونے امثال خاتم الانبیاء افضل مخلوق اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا باطل ہی اور اس
حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ عدم مماثلت اس سے ثابت ہی مقام افسوس وتعجب
ہی کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان مدت قریب تیرہ سو کے گذرے اور اس مدت
مین صدہا فقہا اور محدثین اور ہزارہا علما اور صحابہ اور تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری
مگر کسیکے خیال مبارک مین موجود ہونا امثال نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اس صاحب
عقیدہ کی خاطر عاطر مین آیا انا للہ وانا الیہ راجعون لقد صدق رسولنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
بدء الدین غریبا وسیعود غریبا نازم برین عقل ودانش مگر شیوع جہل کی یہی کیفیت رہی دیکھا
چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد فاسدہ احادیث صحیحہ سے انہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا
فساد اس عالم مین برپا کرینگے والی اللہ المشتکی ومنہ البدء والیہ الرجعی ہذا ما خطر بالبال واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال حررہ الراجی عفو ربہ القوی المتعوذ من شرور اصحاب الطغیان والغی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

واقعی موجود ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور
کے باطل ہے اور یہ عقیدہ خلاف اہل سنت وجماعت کے ہے اور دلیل مین جو حدیث
پیش کرتا ہے بحسب قول حاکم کے صحیح ہے لیکن اس سے یہ عقیدہ ثابت نہین
واللہ علیم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم عفی عنہ

حدیث مذکورہ صحیح و معتبر ہے اوس سے جو عقیدہ مدعی نے استنباط کیا ہی وہ باعث کم عقلی
و نافہمی کا ہے اور محض خلاف عقائد اہلسنت و جماعت کے ہی اسکا جواب جو اخی اعظم برادر
مکرم مولوی محمد عبد الحی صاحب نے تحریر فرمایا ہی کافی و وافی ہے اوسیکے موافق عقیدہ رکھنا
چاہیے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم
غفر اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم و مغفور فقط

محمد ابراہیم

ہو الموفق للحق

سدد المجیب حیث اتی بجواب رائق عجیب فی الواقع در تشبیہ مشارکت مشبہ و مشبہ بہ در نفس
وجہ می باشد نہ در امور دیگر مثلا در زید کالاسد مشارکت در شجاعت ست بس و از ان مماثلت
زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید فہکذا فیما نحن فیہ واللہ اعلم کتبہ

العبد الآثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح والرای صائب و نجیح ۵

سعد اللہ ابن مفتی لطف اللہ ١٢٨١

اللہ رسول شریعت خادم قاضی مفتی محمد سعد اللہ سنہ ١٢٧٩ ہجری
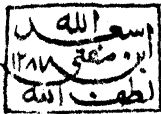
ہو الموفق

یہ جواب مشتمل ہی اوپر غایۃ تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفید کے سلمہ اللہ تعالی وابقاہ اور
فی الواقع غرض کاف سے بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی کنبیکم فقط توضیح و تزیین ہی
نہ مماثلت بیچ جمیع صفات کمالیہ مختصہ بذات شریف کے کیونکر ہو اور حال آنکہ یہ مخالف ہی اکثر

احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتے ہین اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ان صفات کے اور بھی اگر خاتم الانبیا ہر ہر طبقہ کا ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہو تو منجملہ ان صفات کے آپکے ایک صفت یہ ہی کہ آپ طبقہ فوقانی کے خاتم الانبیا ہین پس چاہیے کہ وہ بھی اس طبقہ فوقانی کا خاتم الانبیا ہو وہذا باطل قطعا اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعضون کے نزدیک طبقات سبع زمین کے ثابت نہین تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگون کے ماوّل ہوگی وہذہ عبارتہ ظاہر الآیۃ تدل علی ان الارض متعددۃ وانہا سبع کالسموات وذہب بعضہم الی ان قولہ سبحانہ مثلہن فی الخلق لا فی العدد وقیل ہن الاقالیم السبعۃ والدعوۃ شاملۃ جمیعہا وقیل انہا سبع ارضین بین کل واحد مسیرۃ خمس مائۃ عام کما جاء فی کل ارض منہا خلق وفی کل منہا آدم وحوا ونوح وابراہیم وہم یشاہدون السماء من جانب ارضہم ویستمدون الضیاء منہا وجعل اللہ لہم نورا یستضیئون بہ ذکر الثعلبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات انتہی مگر قول بوجود طبقات ہفتگانہ زمین کے اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقہ اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کے سوق آیت اور حدیث صحیح سے اظہر ہی اور جواب مجیب سلمہ اللہ تعالی واسطے اوسکے شافی اور کافی ہی واللہ اعلم

کتبہ العبد العاصی الآسی انور علی عفی عنہ

(مہر:) برزم نبی علی — سمیع انور

تمت

خاتمۃ الطبع للہ الحمد والمنہ کہ مقدمہ حدیث چہ مثل آنحضرت کے ایک استفتا بہ دستخطی علمائے متبحرین و فقہاء محدثین و نخبار متقین و حاکمان شرع متین و مفتیان احکام دین کا واسطے ہدایت مومنین کے مطبع علوی متعلم لکھنؤ مین محمد علی بخشخان مہتمم مطبع موصوف کے اہتمام سے چہپ کر مطبوع طبائع خاص و عام ہوا